

شذرات

سیالکوٹ پنجاب کی سرزمین ہمیشہ سے مردم خیز خطہ رہا ہے۔ ماضی قدیم میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، مولانا عبداللہ لبیب، مولانا ابوالحسن اور مولانا قتل احمد جیسی افاضل روزگار ہستیاں سیالکوٹ سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ علمی دنیا کو معلوم ہے کہ برصغیر کے علماء کی کتابیں مصر اور استنبول میں سب سے پہلے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کی چھپی تھیں، جن پر ان ملکوں کے فضلاء نے حواشی بھی پڑھائے اور ان کتابوں کی مالک اسلامیہ میں بڑی قدر ہوئی۔

علمائے سیالکوٹ میں مولانا قتل احمد جو کہ علامہ عبدالحکیم کے پڑپوتے لگتے ہیں، انھیں دہلی سندھ سے بڑا علمی تعلق رہا ہے۔ لاٹکانہ سندھ کے قریب ایک گاؤں ”آریجا“ کے نام سے اب بھی موجود ہے، اس گاؤں کے مخدوم محمد آریجہ سندھی نے براہ راست مولانا قتل احمد سیالکوٹی سے فیض حاصل کیا اور ان سے سید عاقل شاہ ہالانی نے اور عاقل شاہ سے مولانا عبدالحکیم کڈوی نے فیض حاصل کیا، جس سے شمالی سندھ کے دو بڑے درس گاہ ہمایوں سندھ اور شہدادکوٹ سندھ پیدا ہوئے۔ پہلی درس گاہ کے مؤسس خلیفہ محمد یعقوب صاحب اور دوسری درس گاہ کے مؤسس مولانا نور محمد تھے، پھر پورے سندھ میں ان کا علمی فیضان عام ہو گیا۔ ”تلویع“ اور ”خیالی“ پڑسانے کے لیے اس حلقے کے علماء اپنے دروازوں پر جھنڈا گاڑتے تھے اور یہ ان کتابوں میں ان کے تحریر کی علامت تھی۔ معقول اور فلسفے میں میری سند صرف دو واسطوں سے مولانا فضل حق خیر آبادی سے ملتی ہے، باقی تحصیل سیالکوٹی میں میرے اساتذہ بھی اوپر کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تسنن اتفاقاً یہ ہے کہ علامہ عبدالحکیم کے علم حدیث کا سلسلہ شیخ عبدالحق

محدث دہلویؒ کی وساطت سے سندھ کے محدثین سے جاملتا ہے، اس طرح یہ علمی تعلق بہت پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔

یہ تو تھیں پُرانے دور کی باتیں، ہمارے دور میں بھی اسی سیالکوٹ سے دونابند روزگار ہستیاں، استاذ محترم مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور ڈاکٹر محمد اقبال، پیدا ہوئے، جن کی شہرت بھی اکتاف عالم میں پہنچ گئی۔ مولانا عبید اللہ صاحب نے اپنے اسلام کا اعلان سندھ میں کیا تھا اور سندھ میں ہی سکونت اختیار کی، اس وجہ سے سندھی کہلانے لگے، ورنہ اصل میں ان کا منشا اور مولد بھی ضلع سیالکوٹ تھا۔ مولانا مرحوم کی ساری زندگی سراپا انقلاب تھی۔ اس لیے آپ نے امام انقلاب کے لقب سے شہرت پائی۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم کا صد سالہ جشن منایا جا رہا ہے، بے شک وہ اس لائق ہیں کہ ان کی یاد تازہ رکھی جائے، کیونکہ انھوں نے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کو غلامی کے خلاف اپنے اشعار سے جگانے کی کوشش کی بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہا اور فرمانے لگے۔

شرق و غرب آزاد مانچیں غنیر خشت ما سرمایہ تعمیر غنیر

زندگانی بر مراد دیگراں جاودان مرگ امت نے خواب گراں

اُن کے اشعار کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے اپنی خودی اور استقلال کو محسوس کیا اور ہر جگہ آزادی کی تحریکیں شروع ہو گئیں، برصغیر میں مسلمان انتشار کا شکار تھے، ان کے سامنے کوئی واضح راستہ متعین نہ تھا، اقبال نے ان کو واضح راہ بتلائی، جس پر وہ چل پڑے اور اس کے نتیجے میں انھوں نے آزادی حاصل کی۔ ایک مفکر شاعر کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنی جادو بیانی سے قوم کو صحیح راہ کی نشان دہی کرے، آگے اس کے لیے قربانیاں دینا اور قید بند، دار و درسن کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا، یہ دوسرے لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی شاعری کو گل و بلبل کی داستانوں سے ہٹا کر انسانیت کی فلاح اور مسلمانوں کو سامانسی دور کی برکات سے استفادہ کرنے پر ابھارنے پر مؤثر دیا۔ یہ ان کا بہت بڑا کمال اور کارنامہ ہے۔ آپ کا سرمایہ دہلی اور حیدر آباد کے خلاف غم بہتانا بھی باطل

وقت کی پکار تھی، اس نے عوام کے شعور اور خودی کو جلا بخشی۔

کئی سال ہوئے ایک مرتبہ ہم نے سندھ مسلم کالج کراچی میں استاذ محترم مولانا عبید اللہ سندھی کی یاد میں ایک برسی منائی جس کی صدارت تو سندھ کے مشہور صحافی اور دانشور سید علی محمد شاہ نے کی اور مہمان خصوصی مولانا عبد المجید سالک نے تقریر فرمائی۔ لکھے پڑھے اور دانشور لوگوں کا بڑا اجتماع تھا۔ سالک مرحوم نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مولانا غلام رسول تہرماضی قدیم میں فریضہ حج ادا کرنے گئے تھے، مگر مکہ میں ان کی ملاقات علامہ عبید اللہ صاحب سندھی سے ہوئی، علامہ سندھی مرحوم نے اپنے پروگرام کی ایک کاپی ہر صاحب کو دی۔ مولانا نے یہ پروگرام استنبول میں بنایا تھا اور استنبول میں ہی انگریزی اور اردو ٹائپ میں چھپا تھا، جس کی خاص بات یہ تھی کہ ہندوستان کو مختلف اقوام کا ملک بتایا گیا تھا اور جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، ان کے خصوصی حقوق اور اگرچاہیں تو الگ ہو جائیں کا ذکر تھا۔ مولانا غلام رسول تہرماضی صاحب جب واپس ہوئے تو ڈاکٹر صاحب سے اس کا ذکر کیا اور وہ کاپی ان کو دے دی، ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس پروگرام کو سراہا۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر صاحب کو الہ آباد میں یونیٹی کانفرنس کی صدارت کے لیے جانا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے وہاں جو خطبہ دیا، اُس میں سیالکوٹ کے دوسرے عظیم انقلابی اور مفکر علامہ عبید اللہ سندھی کے پروگرام کی بعض اہم باتوں کا بھی ذکر کیا، مولانا جب کہ حکومت کے باغی تصور کیے جاتے تھے، اس لیے ان کا نام نہ لیا۔ اس تقریر کو مبارک سناغر کے اخبار سوشلسٹ کے سوا کسی دوسرے جریدے نے نہیں چھاپا۔ سوشلسٹ اخبار کا پرانا فائل آج بھی اس کے لیے شاہد ہے۔

بہر حال سیالکوٹ کے یہ دونوں اکابر برصغیر کے بڑے زعماء میں تھے، جن کی بدولت وطن آزاد ہوا اور مسلمانوں کی بہت بڑی حکومت وجود میں آگئی۔